AL-JAMEI Research Journal
ISSN (Print) 3006-4775 (Online) 3006-4783
https://aljamei.com/index.php/ajrj

رسول اللہ ﷺ کے تعدد ازواج کے متعلق مستشرقین کے شبہات سیرت النبی (شبلی نعمانی، سید سلیمان ندوی) کی روشنی میں تحقیقی وتنقیدی جائزہ

Orientalists' Suspicions about the Number of Wives of Hazrat Muhammad (Peace Be Upon Him) A Critical Review in the Light of "Sirat Al-Nabi" by Shibli Nomani and Syed Sulaiman Nadvi

Kashifa Hakam Joiya

PhD Scholar, Department of Islamic Studies, The Islamia University of Bahawalpur, Pakistan, kashifahakim@gmail.com

Abstract

This research paper critically examines the suspicions and criticisms raised by Orientalists regarding the number of wives of Hazrat Muhammad (peace be upon him). The book "Sirat al-Nabi" by Shibli Nomani and Syed Sulaiman Nadvi is used as a primary source to address these concerns. The paper explores the misinterpretations, distortions, and biases present in Orientalists' claims and provides a nuanced understanding of the historical context, Islamic teachings, and scholarly consensus. This abstract is a brief summary of the research paper, highlight the main topic, methodology, and conclusions. It provides and overview of the paper's content and helps readers understand the context and significance of the research. The research under consideration is related to this important corner of the Prophet's biography, in which the doubts and falsehoods spread by the enemies of Islam regarding the multiple marriages of the Prophet, peace and blessings be upon him, were reviewed in a very good and comprehensive manner with great brevity. has gone First, the educational, legislative, social and political wisdom and expedients of the Prophet's polygamy have been discussed in general, and after that, the Prophet

with each wife of all the pure wives. The wisdom and expediency of the marriage of Karim (peace be upon him) has been described separately, the style of explanation is very strong and comprehensive.

Keywords : Orientalists, Hazrat Muhammad (peace be upon him), Wives, Sirat al-Nabi, Shibli Nomani, Syed Sulaiman Nadvi, Islamic teachings, Historical context, Scholarly consensus.

تعارف موضوع:

عقل انسانی اللہ کی طرف سے عطا کردہ ایک عظیم نعمت ہے، جس کے ذریعے انسان کو حق، حقانیت اور راہ ہدایت تک رسائی حاصل ہوتی ہے، البتہ بسا اوقات قومی عصبیت، مذہبی تعصب اور منفی رویہ انسان کی عقل پر پردہ ڈال دیتی ہے، ایسے میں سچ اور سچائی خواہ روز روشن کی طرح عیاں ہو اس کا ادراک کرنا ایک امر محال ہو جاتا ہے، مغرب کے نام نہاد محققین نے جب تحقیق کا لبادہ اوڑھ کر اپنے مخصوص اہداف کے حصول کے لئے اسلام اور مسلمانوں سے متعلق ہر چیز کو اپنے بے جا اعتراضات اور سخت تنقید کا نشانہ بنانا شروع کیا، تو خاص طور پر پیغمبر اسلام کی پاکیزہ سیرت کو داغدار کرنے اور آپ کے تئیں اہل اسلام کی عقیدتوں کو کمزور کرنے میں اپنی پوری توانائیاں صرف کر دیں اور آپ کی صاف و شفاف سیرت و کردار پر ایسے بے سر و پا اعتراضات کئے اور آپ کی حیات طیبہ پر ایسے اتہامات اور الزامات عائد کیے، جن کا عقل و خرد اور حقائق سے کوئی واسطہ نہیں۔ اسی ضمن میں مستشرقین کی وہ من گھڑت اور افسانوی باتیں ہیں، جن میں انہوں نے رسول رحمتؐ کی متعدد شادیوں کو اپنی دریدہ دہنی اور ہفوات کا نشانہ بنایا۔ یہ اس قدر بے ہودہ ہیں کہ واقعات کے پس منظر پر نظر رکھنے والا کوئی بھی صاحب بصیرت شخص ان میں معترضین کی کج فہمی، بہتان تراشی اور علم و تحقیق کے اصولوں سے روگردانی کو بآسانی دریافت کر سکتا ہے۔

اہمیت موضوع:

اسلام پر مستشرقین کے اعتراضات کا ایک ہدف تعدد ازواج کی اجازت ہے۔ اس موضوع پر انھوں نے اسلامی تعلیمات کو اور خصوصاً آپ ﷺ کو شدید طریقے سے ہدف تنقید بنایا ہے۔ اس طرح کے دسیوں اور اوچھے الزامات اور بے ہودہ تعبیرات سے مستشرقین کی تحریریں بھری پڑی ہیں، جنھیں نوک قلم پر بھی نہیں لایا جا سکتا، ان کی جرأت گستاخانہ اور صورت حال کی سنگینی کا اندازہ لگانے کے لیے مذکورہ بالا دو اقتباسات "نقل کفر کفر نباشد" کے احساس کے ساتھ بادل ناخواستہ نقل کر دیے گئے ہیں۔

لیکن حیرت کی بات یہ ہے کہ عیسائیت اور یہودیت کی طویل تاریخ میں عورتوں کے خلاف جو ظلم و ستم روا رکھا گیا، یا انجیل و تورات کے اندر سینکڑوں شادیوں، اور بے شمار لونڈیوں کے ساتھ رفاقت کے جو واقعات بیان کیے گئے ہیں ان کے خلاف کوئی اعتراض نہیں کیا جاتا۔ جب ہم یہودیت اور عیسائیت کی قدیم تاریخ پر نگاہ ڈالتے ہیں تو ہر دور میں خواتین کی حیثیت مردوں کے مقابلے میں بہت ہی کم تر نظر آتی ہے۔ ان کو معاشرے میں نہایت گھٹیا مقام دیا جاتا تھا۔ اہل مذہب ان کو تمام برائیوں کی جڑ قرار دیتے تھے اور ان سے دور رہنے

میں عافیت محسوس کرتے تھے۔ بائیبل میں بعض انبیاء کی بھی سینکڑوں بیویاں بیان کی گئی ہیں، مثلاً حضرت سلیمان کے ایک رات میں اسی بیویوں کے پاس جانے کی کہانی یہودی اساطیر ہی سے اسلامی تفاسیر میں در آئی ہے۔ یونانی اساطیر میں ایک خیالی عورت پانڈورا (Pandora) کو تمام انسانی مصائب کا ذمہ دار ٹھہرایا گیا تھا۔

اسی طرح یہود و نصاریٰ کی مذہبی خرافات میں حضرت حواؑ کو آدم کے جنت سے نکالے جانے کا باعث قرار دیا گیا تھا۔ یونانی اور ایرانی تہذیب میں بھی مردوزن کے تعلقات اخلاقی رکاوٹوں سے آزاد ہو گئے تھے اور کثرت ازواج پر کوئی قدغن نہیں تھی۔ مسیحی تعلیمات میں عورت کو ایک خطرہ، مصیبت اور غارت گر ایمان قرار دیا گیا۔ مذہبی لوگ عورت سے دور رہنے کو تقویٰ، تقدس اور اعلیٰ اخلاق کی علامت سمجھنے لگے۔ اس طرح سے عورت اس معاشرے میں تیسرے درجے کی مخلوق بن گئی تھی۔ چونکہ مذہبی طبقے کو معاشرے میں فوقیت حاصل تھی اور تمام قوانین اور ضوابط کا مرکز و محور یہی طبقہ تھا جو عورتوں کو تمام مصائب کی جڑ قرار دیتا تھا، لہٰذا عورتوں کو کسی قسم کے کوئی حقوق حاصل نہیں تھے۔ عرب معاشرے میں بھی کثرت ازواج کی کوئی حد مقرر نہ تھی۔ اسی طرح طلاق پر بھی کسی قسم کی پابندی نہیں تھی۔ اس قسم کے حالات میں اگر اسلام کی تعلیمات کو دیکھا جائے تو ہر سلیم الفطرت انسان یہ بات تسلیم کرلے گا کہ دنیا کی معلوم تاریخ میں پہلی بار خواتین کو کسی نے برابر کے حقوق دیے ہیں۔ جہاں شادیوں کی کوئی حد مقرر نہیں تھی وہاں اسلام نے چار کی تحدید کر دی اور وہ بھی اس شرط کے ساتھ کہ ان کے ساتھ انصاف کرنا لازمی ہے۔

ایک اور بات جو پیش نظر رکھنی ضروری ہے وہ یہ ہے کہ اسلام نے شادی کے ارادے، بیوی کے انتخاب، اس سے علیحدگی اختیار کرنے کے معاملات کو فرد کا ذاتی معاملہ قرار دیا ہے اور ریاست کو از خود اس میں مداخلت کا حق نہیں دیا۔ البتہ ان معاملات میں اچھے اور برے کی تمیز ضرور کر دی ہے۔ اسی طرح اسلام میں چار شادیاں کرنا لازمی بھی قرار نہیں دیا گیا، بلکہ صحابہ کرام کے کثرت سے شہید ہونے اور شہداء کے اہل و عیال کی کفالت کے سلسلے میں معاشرتی مسائل اور منفی رویوں سے بچاؤ کے لیے مسلمانوں کو ہدایت کی ہے کہ وہ شہداء کے یتیم بچوں کی کفالت کے معاملے میں جن مسائل کا شکار ہیں، ان سے بچنے کے لیے ان کی بیویوں سے شادی کر لیں۔ اس اجازت کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ آیندہ بھی کبھی دنیا میں کوئی ایسی صورت حال پیدا ہو جائے جب عورتوں کی تعداد مردوں سے بڑھ جائے، یا کسی شخص کو طبی یا معاشرتی بنیادوں پر دوسری شادی کرنی پڑے تو وہ کر سکے۔ مثلاً کسی کی بیوی دائمی مرض میں مبتلا ہو، یا کسی گھر میں کسی ایک بھائی کی وفات ہو جائے وغیرہ۔ اس پر بھی یہ پابندی لگا دی گئی کہ اگر بیویوں کے درمیان انصاف نہیں کر سکتے تو ایک ہی شادی پر اکتفا کرو

قرآن مجید میں ارشاد ہے

و ان خفتم ان لا تقسطوا فی الیتٰمیٰ فا نکحوا ما طاب لکم من النساء مثنیٰ و ثٰلث و ربٰع، فان خفتم الا تعدلوا فواحدۃ(1)

اگر تمھیں ڈر ہو کہ یتیموں کے معاملے میں انصاف نہ کر سکو گے تو ان کی ماؤں سے جو تمھیں پسند ہوں ان سے نکاح کر لو، دو دو، تین تین، چار چار سے، لیکن اگر تمھیں خدشہ ہو کہ انصاف نہ کر سکو گے تو پھر ایک ہی پر اکتفا کرو۔

اسلام نے خواتین کو، تاریخ میں پہلی بار، شادی اور طلاق کے معاملے میں اختیار دیا۔ عورت کو معاشرے میں عزت و احترام کا مقام دیا۔اس کو کمانے اور جائیداد بنانے کا حق دیا۔بچوں کی پرورش اور ان کے بارے میں فیصلوں میں معاونت کا اختیار دیا۔ مرد و عورت کو ایک دوسرے کا لباس اور سکون و اطمینان کا ذریعہ قرار دیا۔اس سے زیادہ ستم ظریفی اور کیا ہو سکتی ہے کہ ایسے مذہب کو مستشرقین یہ الزام دیں کہ اس نے خواتین کے ساتھ زیادتی کی ہے۔ یہ تو عمومی طور پر مسلمانوں کے درمیان تعدد ازواج پر مغرب کے اعتراضات کا سرسری جواب تھا۔اب ہم حضور ﷺ پر تعدد ازواج کے الزامات کی طرف آتے ہیں۔

مستشرقین کا پہلا شبہ:

مستشرقین کہتے ہیں کہ مسلمانوں کو چار بیویوں کی اجازت ہے۔ یہاں تک کہ جن لوگوں کے پاس چار بیویوں سے زیادہ تھیں تو سورہ نساء کے نازل ہونے کے بعد آنحضرت ﷺ نے ان کو حکم دیا کہ چار سے زیادہ اگر ہیں تو ان کو علیحدہ کر دو۔ قیس بن حارث جب مسلمان ہوئے تو ان کے پاس آٹھ بیویاں تھیں۔ غیلان الثقفی جب مسلمان ہوئے تو ان کے پاس دس بیویاں تھیں۔ جو ان کے ساتھ مسلمان ہو گئیں تھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو حکم دیا کہ چار عورتیں چن لیں باقی چھوڑ دیں۔ مگر خود آپؐ نے چار سے زیادہ ازواج مطہرات کو علیحدہ نہیں کیا۔ یہاں تک کہ جب آپؐ کا وصال ہوا تو 9 بیویاں زندہ موجود تھیں۔(2)

مستشرقین کا دوسرا شبہ:

مستشرقین کا دوسرا شبہ کثرتِ ازدواج کی بنا پر آپ ﷺ کو جنسی طور پر حد سے تجاوز کرنے والے انسان کے طور پر پیش کیا ہے، ان لوگوں نے آپؐ کے خلاف ایسی زبان استعمال کی ہے، جو علمی و تحقیقی معیار سے تو کوسوں دور ہے ہی، عام انسانی اخلاقیات بھی اس کے ذکر کی اجازت نہیں دیتے۔ اور اس پر ستم ظریفی یہ کہ ان بازاری اور بدزبان لوگوں کو اسکالر اور محقق بھی کہا جاتا ہے۔ ولیم میور آپ ﷺ کے بارے میں لکھتا ہے ۔

Mahomet was now going on to three-score years: but weakness for the sex seemed only to grow with age and the attractions of his increasing harem were insufficient to prove his passion from wandering beyond its ample limits

اب نبی مکرم ﷺ کی عمر ساٹھ سال کے قریب تھی لیکن جنس مخالف کی طرف میلان کی کمزوری میں عمر بڑھنے کے ساتھ ساتھ اضافہ ہو رہا تھا آپ کے بڑھتے ہوئے حرم کی کشش آپ کو اپنی وسیع حدود سے تجاوز سے روکنے کیلئے کافی نہ تھی (3)

مستشرقین کا تیسرا شبہ:

مستشرقین کا تیسرا اعتراض یا شبہ یہ ہے کہ نعوذ باللہ من ذالک آپ ﷺ نے بعض نکاح عورتوں کی خوبصورتی اور حُسن کی طرف مائل ہو کر کیے۔

مستشرقہ کیرن آر مسٹر انگ نے اپنی کتاب "Muhammad" میں بڑی عیاری کے ساتھ افسانوی انداز میں یہ باور کرانے کی کوشش کی ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کی نظر حضرت زینب بنت جحش پہ پڑی اور اس کے حسن و خوبصورتی کی وجہ سے آپ اس کی محبت میں گرفتار ہو گئے (نعوذ باللہ) پھر جلد ہی حضرت زیدؓ اور حضرت زینبؓ کے درمیان طلاق ہو گئی۔ (4)

حضرت ام سلمہ سے شادی کے حوالے سے کہ جب آپ ﷺ نے انہیں پیام بھیجا، تو ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے معذرت کی اور اس کے تین اسباب بیان کئے: (۱) معمر ہوں (۲) یتیم بچوں کی ماں ہوں (۳) میرے جذبات میں رقابت ہے۔ اس پر کیرن آرم اسٹر انگ لکھتی ہیں

Muhammad smiled — he had a smile of great sweetness, which almost everybody found disarming .

آنحضرت یہ بات سن کر مسکرا دیئے وہی عظیم میٹھی مسکراہٹ جو ہر کسی کو پسپا کر دیتی تھی (5)

مستشرقین کا چوتھا شبہ:

مستشرقین کا چوتھا شبہ یہ ہے کہ انہوں نے تعصب اور رسول اللہ سے بغض وعداوت کی وجہ سے آپ کی پاکیزہ زندگی اور بے عیب کردار کو متہم کرنے کے لئے تعدد ازدواج کو بہانہ بنا کر آپؐ کی معصوم اور عفت مآب ذات پر شہوت پرستی اور خواہش نفسانی کے غلبہ کا بیہودہ الزام لگانے کی کوشش کی ہے۔ (6)

مستشرقین کا پہلا شبہ اور اس کا تحقیقی جائزہ

چار سے زائد نکاح حکم الہی آنے سے پہلے ہو چکے تھے اور دوسرا سبب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے ان عورتوں سے جو آنحضرت ﷺ کے عقد میں آچکی تھیں۔ دوسروں کو نکاح کرنے سے منع فرمادیا تھا جیسا کہ ارشاد ہے۔

وَلَا أَنْ تَنْكِحُوا أَزْوَاجَهُ مِنْ بَعْدِهِ أَبَدًا (7)

اے مسلمانو! خدا کے پیغمبرؐ کی بیویوں سے اس کے بعد نکاح مت کرو

یہی سبب تھا کہ آنحضرت ﷺ نے اپنی کسی زوجہ کو اپنی زوجیت سے خارج کرنا پسند نہ فرمایا۔ مگر مسلمانوں کی عورتوں سے یہ حکم متعلق نہ تھا۔ اس لیے خود تو حضور ﷺ نے اپنی تمام ازواج کو بدستور نکاح میں رکھا۔ مگر جن مسلمانوں کے پس چار عورتوں سے زیادہ نکاح میں تھیں ان سے فرمایا کہ چار سے زیادہ ہوں تو ان کو چھوڑ دیا جائے۔ گو حضور ﷺ کی ازواج مطہرات کے بارے میں اگر نکاح حکماً منع کیا جاتا تو اسلام میں ایک عظیم فتنہ رونما ہو سکتا تھا۔ یہ عورتیں اگر طلاق لینے کے بعد نئے خاوند کرتیں تو وہ خاوند اپنے مزاج اور مطلب کے مطابق سینکڑوں حدیثیں اپنی بیویوں کے حوالہ سے بیان کر سکتے تھے۔ جو بالآخر فسق و فجور کا شاخسانہ بن جاتا اور اسلامی احکامات میں اختلال و فجور کا باعث ہوتا۔

علامہ سید سلیمان ندوی نے رحمۃ اللعالمین میں لکھا ہے کہ

اگر مطلق ایک سے زیادہ شادیاں کرنا شہوت پرستی اور خواہش نفسانی کی وجہ سے ہوتا ہے، تو پھر یہ الزام صرف محمد عربیؐ پر ہی کیوں؟ اس کی زد میں تو بہت سی وہ عظیم ہستیاں بھی آتی ہیں، جو صرف اہل اسلام کے نزدیک نہیں؛ بلکہ یہود و نصاریٰ اور دیگر غیر مسلموں کے عقیدے کے مطابق بھی معزز و مکرم اور قابل احترام سمجھی جاتی ہیں، مثلا

بائبل کے مطابق حضرت ابراہیمؑ کی تین بیویاں تھی، حضرت ہاجرہ، سارہ اور قطورہ، (۴) حضرت یعقوبؑ کی چار بیویاں تھیں، حضرت لیاہ، زلفہ، راحیل اور بلہاہ، (۵) حضرت داوٗدؑ کی ۹/بیویوں کا نام ملتا ہے اور حضرت سلیمانؑ کی ۷۰۰/بیویوں اور ۳۰۰/حرموں کا تذکرہ ملتا ہے، (۶) صحیح بخاری میں حضرت سلیمانؑ کی بیویوں کی تعداد ۶۰/سے ۱۰۰/تک بیان ہوئی ہے، (۷) راجا دشرتھ کی تین بیویاں تھیں، رانی کوشلیہ، رانی سمترا اور رانی کیکئی، کرشن جی کی بہت سی گوپیوں کے علاوہ ۱۸/بیویاں تھیں۔ اگر تعدد ازدواج کی وجہ سے ان معزز اور تاریخی شخصیتوں پر اعتراض نہیں کیا جاسکتا، تو پھر رسول اللہؐ کی شادیوں پر کیوں؟ اگر کوئی پیغمبر اسلام کی شادیوں پر سوال کھڑے کرتا ہے، تو از خود یہی اعتراض ان تمام شخصیات پر بھی ہونگے۔(8)

ام المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ کی وفات کے بعد شوال ۱۰/نبوت میں رسول اللہؐ نے بچیوں کی کفالت اور گھر کی دیکھ بھال کے لئے حضرت سودہ بنت زمعہؓ سے شادی کی، جو کہ پچاس سالہ بوڑھی، بیوہ اور بے سہارا خاتون تھیں، اسلام کی خاطر ان کی بڑی قربانیاں تھیں، آپؓ کا سارا خاندان شرک پر قائم تھا، تو آپؓ نے اپنے خاوند سکران بن عمرو بن عبد ود کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت فرمائی، پھر شوہر کا بھی انتقال ہو گیا، تو رسول اللہ نے آپ کی دلجوئی اور مشکلات و مصائب کو ہلکا کرنے کے لئے آپ سے نکاح فرمایا۔

۵۵/سے ۶۰/سال کا مختصر عرصہ ہے، جس میں آپ نے متعدد نکاح فرمائے اور تاریخی طور پر یہ شادیاں ازواج کی تعداد کو چار تک محدود کرنے والی آیت کے نزول سے پہلے ہوئی ہیں، مفسرین کے مطابق آیت فانکحوا ماطاب لکم من النساء الخ کا نزول ۷/ہجری میں ہوا، جس کے بعد آپ نے کوئی نکاح نہیں فرمایا اور ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ، حضرت حفصہؓ، حضرت ام سلمہؓ اور حضرت زینبؓ ان چار کے سوا دیگر ازواج مطہرات سے عملی طور پر کنارہ کشی اختیار فرمالی، پھر حقیقت یہ کہ ان شادیوں کے پس پردہ ایسے بے شمار دینی، دنیاوی، معاشرتی، سماجی اور تبلیغی مصلحتیں اور اغراض و مقاصد تھے کہ حق تعالیٰ نے خود وحی کے ذریعہ ان رشتوں کو قائم کرنے کا حکم فرمایا،

رسول اللہؐ کا ارشاد ہے

ماتزوجت شيئا من نسائي ولازوجت شيئا من بناتي، إلا بوحي جائني به جبريل عليه السلام من ربي۔(9)

میں نے کسی خاتون سے نکاح نہیں کیا اور نہ اپنی بیٹیوں سے کسی کا نکاح کیا، مگر اس وحی کی بنیاد پر، جسے جبریل امین میرے رب کی طرف سے لے کر آئے۔"

یہ جو مستشرقین جدید افکار وخیالات کے حامل مسلمانوں کو بھی یہ خلجان پریشان کرتا ہے اور رسول مطہر ﷺ کے چار سے زائد متعدد نکاح کی تشریعی حیثیت کے تعلق سے وہ بھی شکوک وشبہات کی وادیوں میں سرگرداں نظر آتے ہیں۔ اس لیے سب سے پہلے اسی شبہے کا دفعیہ کیا جائے گا۔ اس شبہے کے ازالے کے لیے ہمیں تین اہم نکات ضرور سامنے رکھنا چاہیے

1۔ وحی اور شریعت کے عین مطابق عمل

رسول اکرم ﷺ کا ہر عمل عین مطابق وحی، مرضی رب کی نمائندگی اور حکم خداوندی کی شرح وتبیین ہوتا ہے۔ اللہ رب العزت کی طرف سے تنہا آپ ہی شریعت مطہرہ کے مبلغ اور شارح ہیں۔ آپ ہی کے واسطے سے دین کا علم ہوتا ہے اور تنہا آپ ہی کو اللہ پاک نے اقوال وافعال کے اعتبار سے معصوم قرار دیا ہے؛ لہٰذا کسی بھی حکم کو شریعت اسلامی کے مخالف قرار دینا شرعاً بھی باطل ہے اور عقلاً بھی؛ اس لیے کہ شریعت اور وحی تو صرف آپ پر نازل ہوئی، تو اس معترض کو کیا وحی کے علاوہ کسی اور طریقے سے پتہ چلا کہ فلاں چیز عین شریعت ہے اور فلاں چیز مخالف شریعت؟

2۔ رسول اللہ ﷺ کی خصوصیت

رسول اکرم ﷺ کوئی عام انسان نہیں بلکہ اللہ کے سب سے منتخب بندے اور پیغمبر ورسول ہیں۔ آپ پر جس طرح ایسی ذمہ داریاں اور فرائض عائد کیے گئے ہیں جو عام افراد امت سے مختلف ہیں۔ اسی طرح آپ کو ایسی منزلت اور خصوصیات عطا کی گئی جو اوروں کو نصیب نہ ہو سکیں: مثلاً تہجد اور قیام اللیل رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر فرض ہے، امت پر نہیں۔ زکاۃ وصدقات کا استعمال آپ کے لیے اور آپ کی اولاد کے لیے حرام قرار دیا گیا، جب کہ دوسروں کے لیے اس کی اجازت ہے۔ تو انھیں خصوصی احکام میں رسول اکرم ﷺ کے لیے ایک ہی وقت میں چار سے زائد خواتین سے نکاح کی اجازت ہے، جس میں کئی دینی وشرعی مصلحتیں مضمر ہیں۔

3۔ اللہ کی اجازت اور ازواج کی مرضی سے سارے نکاح ہوئے

اللہ رب العزت نے صراحت کے ساتھ رسول اکرم ﷺ کے لیے چار سے زائد نکاح کو مباح قرار دے کر قرآن کریم میں اس کا اعلان فرمادیا ہے، تو کیا اس کے بعد بھی اس کو خلاف شرع اور نقص وعیب کا باعث قرار دینے کا کوئی جواز رہ جاتا ہے؟ ارشاد باری ہے

يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِيُّ إِنَّآ أَحۡلَلۡنَا لَكَ أَزۡوَٰجَكَ ٱلَّٰتِيٓ ءَاتَيۡتَ أُجُورَهُنَّ وَمَا مَلَكَتۡ يَمِينُكَ مِمَّآ أَفَآءَ ٱللَّهُ عَلَيۡكَ وَبَنَاتِ عَمِّكَ وَبَنَاتِ عَمَّٰتِكَ وَبَنَاتِ خَالِكَ وَبَنَاتِ خَٰلَٰتِكَ ٱلَّٰتِي هَاجَرۡنَ مَعَكَ وَٱمۡرَأَةً مُّؤۡمِنَةً إِن وَهَبَتۡ نَفۡسَهَا لِلنَّبِيِّ إِنۡ أَرَادَ ٱلنَّبِيُّ أَن يَسۡتَنكِحَهَا خَالِصَةً لَّكَ مِن دُونِ ٱلۡمُؤۡمِنِينَ(10)

اے نبی ہم نے آپ کے لیے آپ کی یہ بیویاں جن کو آپ ان کے مہر دے چکے ہیں، حلال کی ہیں اور وہ عورتیں بھی جو تمہاری مملوکہ ہیں جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو غنیمت میں دلوادی ہیں اور آپ کے چچا کی بیٹیاں اور آپ کی پھوپھیوں کی بیٹیاں اور آپ کے ماموں کی بیٹیاں اور

آپ کی خالاؤں کی بیٹیاں بھی جنھوں نے آپ کے ساتھ ہجرت کی ہو اور اس مسلمان عورت کو بھی جو بلا عوض اپنے کو پیغمبر کو دے دے، بشر طیکہ پیغمبر اس کو نکاح میں لانا چاہیں، یہ سب آپ کے لیے مخصوص کیے گئے ہیں نہ کہ اور مومنین کے لیے۔"

اس کے ساتھ یہ حقیقت بھی پیش نظر رہنی چاہیے کہ رسول اکرم ﷺ کے یہ سارے نکاح ان تمام خواتین کی طرف سے مکمل رضامندی اور قبولیت تامہ سے ہوئے تھے۔ ان میں سے کبھی کسی کا ایسا تاثر سامنے نہیں آیا جس سے محسوس ہو کہ وہ اس نکاح پر راضی نہیں تھیں؛ بلکہ تنگی و عسرت اور نامساعد حالات کے باوجود وہ اس رشتے کو ہمیشہ اپنے لیے باعث اعزاز سمجھتی رہیں اور ایک بار قضیۂ نامرضیہ پیش آنے کے بعد جب اللہ رب العزت کی طرف سے انھیں دنیا کے سامان عیش اور رسول اکرم ﷺ کی زوجیت کے درمیان اختیار دیا گیا اور کہا گیا

يَأَيُّهَا النَّبِيُّ قُل لِّأَزْوَٰجِكَ إِن كُنتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيَوٰةَ لدُّنيَا وَزِينَتَهَا فَتَعَالَيْنَ أُمَتِّعْكُنَّ وَأُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيلاً وَإِن كُنتُنَّ تُرِدْنَ اللهَ وَرَسُولَهُ وَالدَّارَ الْأَخِرَةَ فَإِنَّ اللَّهَ أَعَدَّ لِلْمُحْسِنَٰتِ مِنكُنَّ أَجْرًا عَظِيمًا(11)

اے نبی آپ اپنی بیویوں سے فرما دیجیے کہ اگر تم دنیوی زندگی اور اس کی بہار چاہتی ہو تو آؤ میں تم کو کچھ متاع دے دوں اور تم کو خوبی کے ساتھ رخصت کر دوں اور اگر تم اللہ کو چاہتی ہو اور اس کے رسول کو اور عالم آخرت کو تو تم میں سے نیک کرداروں کے لیے اللہ تعالیٰ نے اجر عظیم مہیا کر رکھا ہے۔"

تو اس اختیار کے بعد بھی تمام ازواج مطہرات نے مکمل انشراح کے ساتھ رسول اکرم ﷺ کی زوجیت کو ہی منتخب کیا۔(12)

تو جب ان متعدد نکاح کو اللہ رب العزت نے مباح قرار دیا اور ساری بیویاں بھی پوری طرح رضامند تھیں، تو کسی اور کے لیے اس پر طعن یا اعتراض کی کیا گنجائش رہ جاتی ہے؟

مستشرقین کا دوسرا شبہ اور تحقیقی جائزہ

مستشرقین کا دوسرا شبہ یہ تھا کہ نعوذ باللہ من ذالک آپ ﷺ نے زائد شادیاں کر کے جنسی طور پہ حد سے تجاوز کیا ہے یہ شبہ بھی کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ آپ ﷺ نے زندگی کے اس دور میں جو جسمانی تقاضوں اور نفسانی خواہشات کے معاملے میں سنہری دور کہلاتا ہے ، ایک چالیس سالہ بیوہ خاتون حضرت خدیجہ سے نکاح کیا۔ ان کی زندگی میں آپ نے دوسری شادی نہیں کی۔ ان کی وفات کے بعد، جب گھر میں بچیاں اکیلی تھیں اور آپ ﷺ نبوت کی ذمہ داریوں میں ان کی ضروریات کو پورا نہیں کر سکتے تھے، اس بنا پر آپ نے عمر رسیدہ بیوہ خاتون حضرت سودہؓ سے نکاح کیا۔ اس وقت آپ ﷺ کی عمر پچاس سال سے زیادہ تھی۔ آپ ﷺ کا خاندان اور آپ کی شخصیت کا تاثر اتنا عمدہ تھا کہ آپ عرب کی جس خاتون سے چاہتے، وہ آپ سے شادی کے لیے تیار ہو جاتی۔ اس سے پہلے عرب آپ کو دعوت دین سے باز رہنے کے لیے عرب کی حسین ترین خاتون سے شادی کی پیش کش کر چکے تھے ، جسے آپ نے رد کر دیا تھا۔ آپ ﷺ نے زندگی میں ایک ہی کنواری خاتون حضرت عائشہؓ سے شادی کی۔

اگرچہ آپ ﷺ کی ساری زندگی اللہ کے احکام کے مطابق ہی بسر ہوئی تھی اور تمام شادیاں بھی یقیناً اللہ کے حکم سے ہوئی تھیں، لیکن اسلامی روایات کی رو سے آپ کی یہ شادی، خالصتاً، اللہ تعالیٰ کی مرضی سے ہوئی تھی۔ حضرت عائشہؓ اللہ کی طرف سے خواتین کے معاملات میں نبوت کی ذمہ داریوں میں آپ کی معاون بنائی گئی تھیں۔ آپ کی تمام شادیاں نبوت ورسالت کی ذمہ داریوں کو پورا کرنے کے لیے مختلف مقاصد کے تحت انجام پائی تھیں۔ مثلاً حضرت خدیجہؓ ان حالات میں جب پورا عرب آپ کے خلاف تھا، آپ کی مدد و معاون بنیں اور اپنی ذات، اپنا مال اور اپنی اولاد ہر چیز اسلام اور نبی کریم ﷺ کے لیے وقف کر دیا۔ اسلام کے راستے میں پہلی شہادت حضرت حارث بن ابی ہالہ کی تھی، جو حضرت خدیجہ کے پہلے شوہر ابو ہالہ سے آپ کی واحد اور نرینہ اولاد تھے، اور نبی ﷺ کی گود میں پل کر بڑے ہوئے تھے۔ حضرت عائشہ سے آپ کا نکاح کی وجہ یہ تھی کہ خواتین کے خصوصی معاملات میں کسی خاتون کی معاونت ضروری تھی۔ فطری شرم کی وجہ سے خواتین ایسے مسائل مردوں کے سامنے ذکر نہیں کر سکتیں۔ حضرت سودہ سے نکاح بچیوں کی کفالت کی غرض سے ہوا۔ حضرت زینب بنت جحش سے نکاح تشریعی مقاصد کے لیے، متبنیٰ کی بیوی سے نکاح کی حرمت ختم کرنے کے لیے، جو کہ عربوں نے اللہ کے حکم کے خلاف خود پر مسلط کر لی تھی، کیا گیا۔

معاشرتی مقاصد کے لیے اسلام کی خاطر قربانیاں دینے والے ساتھیوں کی دلجوئی اور ان سے تعلقات میں مضبوطی لانے کے لیے حضرت ابو بکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی رضی اللہ عنہم سے قریبی رشتہ داریاں قائم کی گئیں۔ سیاسی مقاصد کے لیے آپ نے بنو مصطلق کے سردار کی بیٹی حضرت جویریہؓ سے شادی کی، جس کے نتیجے میں ایک کٹر مخالف قبیلہ اسلام کا حامی بن گیا۔ یہود اسلام اور نبی ﷺ کے شدید دشمن تھے۔ غزوہ خیبر میں یہود کے سردار حی بن اخطب کی بیٹی حضرت صفیہؓ اسیر ہوئیں تو آپ ﷺ نے ان کو نکاح کی پیش کش کی جسے انھوں نے قبول کر لیا۔ یہود کی مقامی روایات میں داماد کے خلاف لڑائی کرنا برا سمجھا جاتا تھا، اس نکاح کے باعث یہود نے مسلمانوں کے خلاف کوئی لشکر کشی نہیں کی۔

اسی طرح حضرت ابو سفیانؓ کی بیٹی حضرت ام حبیبہؓ سے شادی کے ذریعے اسلام کے ایک بہت بڑے مخالف اور عربوں میں تقدس اور احترام کے حامل شخص کی دشمنی کا زور ٹوٹ گیا۔ حضرت زینب بنت خزیمہ کے یکے بعد دیگرے دو شوہر حضرت عبیدہؓ بن حارث اور عبد اللہؓ بن جحش شہید ہوئے تو ان کی دل جوئی اور انھیں مسائل سے بچانے کے لیے آپ ﷺ نے ان سے نکاح کیا۔ اس وقت ان کی عمر ساٹھ سال تھی۔ حضرت ام سلمہؓ ہند بنت ابی امیہ کے خاوند حضرت عبد اللہؓ بن عبد الاسد حضور ﷺ کے پھوپھی زاد اور رضاعی بھائی تھے۔ ان کی شہادت کے بعد آپ ﷺ نے ان کی بیوہ کو لاوارث چھوڑنے کے بجائے ان کو نکاح کا پیغام دیا۔ حضرت میمونہ بنت حارث بھی ایک بزرگ بیوہ خاتون تھیں، جن کی آٹھ دیگر بہنیں عرب کے اہم لوگوں کی زوجیت میں تھیں۔ حضرت عباسؓ کی ترغیب کے بعد آپ ﷺ نے ان سے نکاح کیا جس کے نتیجے میں آپ کی رشتہ داری بہت اہم خاندانوں سے ہو گئی۔ اسلامی نقطہ نظر کے لحاظ سے سب سے اہم بات یہ ہے کہ آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے عام مسلمانوں کے مقابلے میں نکاح کے معاملات میں خصوصی مراعات بھی دیں اور کچھ اضافی پابندیاں بھی لگائیں، جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے سورۃ الاحزاب کی آیات ۵۰ تا ۵۲ میں کیا ہے۔

مستشرقین کا تیسرا شبہ اور تحقیقی جائزہ

مستشرقین کا تیسرا شبہ نعوذ باللہ یہ ہے کہ آپ ﷺ نے عورتوں کی خوبصورتی سے متاثر ہو کر متعدد نکاح کیے اس شبہ کا ازالہ مشہور انگریز مستشرق Vaglieri نے کیا ہے۔

دشمنان اسلام کی کوشش ہے کہ "آپ کو اپنے مشن سے عدم مطابقت رکھنے والا کمزور کردار کا حامل قرار دیا جائے۔ وہ اس امر پر توجہ نہیں دیتے کہ اپنی زندگی کے ان تمام برسوں کے دوران جب فطرتاً انسان کی جنسی طلب سب سے زیادہ قوی ہوتی ہے۔ باوجود یہ کہ آپ اس معاشرے میں رہتے تھے جہاں تعدد ازواج کا دور دورہ تھا اور جہاں طلاق فی الواقع بہت ہی آسان بات تھی آپ ﷺ کا نکاح صرف ایک خاتون خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہوا جو عمر میں آپ ﷺ سے بڑی تھیں۔ جب وہ وفات پا گئیں اور آپ ﷺ خود 50 سال سے بھی اوپر کے ہو گئے تب آپ ﷺ نے دوسرا نکاح کیا اور پھر کئی نکاح کیے اور ان نکاحوں کی کوئی نہ کوئی سماجی یا سیاسی وجہ تھی

صرف ایک حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سوا آپ ﷺ نے جن خواتین سے نکاح کیے وہ نہ کنواری تھیں نہ نوجوان اور نہ حسین و جمیل تو کیا یہ نفس پرستی تھی؟"(13)

چنانچہ یہ کہنا بجا ہے کہ اگر امہات المومنین رضوان اللہ عنھن اجمعین یہ فرض انجام نہ دیتیں تو آج سیرت نبویہ ﷺ کا کوئی باب بھی ہمیں مکمل نظر نہ آتا، ہر بالغ نظر تاریخ اسلام کے اوراق اُلٹ کر دیکھ سکتا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دین کی جوزریں خدمات انجام دیں، قرآن وسنت کو جس محنت شاقہ سے پھیلایا۔ عالم مستورات اس کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہے۔ عورتیں تو عورتیں بڑے بڑے فقیہ اور محدث، صحابہ و تابعین بھی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مستفید ہوتے تھے۔(14)

مستشرقین کا چوتھا شبہ اور تحقیقی جائزہ

یہ بھی انتہائی اہم بات ہے کہ عرب کے اس معاشرے میں بے حیائی و شراب نوشی عام تھی، اس کے باوجود آپ کے جانی دشمن بھی آپ کے کردار کی پاکیزگی گواہی دیتے ہیں اور آپ کو صادق و امین کے لقب سے یاد کرتے ہیں، اپنی امانتیں آپ کے پاس رکھتے ہیں، آپ حجر اسود کے سنگین معاملہ کا حل فرماتے ہیں، اعلان نبوت کے وقت اہل مکہ کے ساتھ گزاری ہوئی اپنی صاف ستھری زندگی کو نبوت کی دلیل کے طور پر ان کے سامنے پیش کرتے ہیں

فقد لبثت فيكم عمرا من قبله، افلاتعقلون (15)

قریش مکہ نے آپ کی دعوت کو روکنے کے لئے طرح طرح کے الزامات لگائے، شاعر کہا، جادو گر کہا، مجنوں اور سحر زدہ قرار دیا، دولت اور سلطنت کے حصول کا خواہش مند بتلایا؛ لیکن آپ کے کسی دشمن نے بھی آپ کے پاکیزہ کردار پر انگلی نہیں اٹھائی، ظاہر ہے کہ اگر

انہوں نے آپ ؐ کی ذات میں شہوت پرستی اور نفسانی خواہشات کا ادنیٰ شائبہ بھی محسوس کیا ہوتا، تو وہ ضرور اس پہلو سے آپ کی ذات کو طعن و تشنیع اور دشنام طرازی کا نشانہ بناتے۔

اگر آپ کی متعدد شادیاں (العیاذ باللہ) شہوت اور جنسی جذبے کی تسکین کے لئے ہوتیں، تو جب قریش کے سرداروں نے آپ کو آپ کے پسند کی عرب کی کسی بھی خوبصورت ترین خاتون سے نکاح کی پیشکش کی، تو آپ نے اسے کیوں ٹھکرادیا؟ آپ نے روتے ہوئے یہ کیوں فرمایا کہ چچا جان! خدا کی قسم! اگر یہ لوگ میرے داہنے ہاتھ میں سورج اور بائیں ہاتھ میں چاند رکھ دیں تو بھی میں اس کام کو نہیں چھوڑ سکتا۔ (16)

حالانکہ یہ ایک اچھا موقع تھا، قریش آپ کی ہر خواہش پوری کرنے کے لئے تیار تھے؛ لیکن آپ کی زندگی کے مقاصد عظیم تھے، آپ کا ہر عمل کسی بڑے مقصد اور عظیم مصلحت کے تحت انجام پاتا تھا، جس کے سامنے معمولی دنیاوی اغراض مقاصد کی کوئی حیثیت نہیں؛ اس لئے ہم دیکھتے ہیں کہ رسول اللہ ؐ نے ۲۵/ (پچیس) سال تک کوئی شادی نہیں کی، جبکہ آپ ایک معزز خاندان کے خوبرو، بہادر اور پر کشش نوجوان تھے، سردارانِ قریش آپ سے اپنی بیٹیوں کا نکاح کرنے میں فخر محسوس کرتے، سیکڑوں افراد ایسے تھے، جو آپ کے ایک اشارے پر اپنا گھر بار، مال و متاع اور اپنی جان بھی قربان کرنے کے لئے نہ صرف تیار؛ بلکہ اسے اپنے لئے سعادت اور باعث فخر سمجھتے تھے؛ لیکن آپ نے کسی حسین ترین دوشیزہ یا عرب رؤسا کی شہزادیوں کو اپنی زوجیت کے لئے منتخب کرنے کے بجائے ایک ایسی معمر خاتون کو زوجیت کا شرف بخشا، جو آپ سے ۱۵/ (پندرہ) سال بڑی تھیں، رسول اللہ سے شادی کے وقت حضرت خدیجۃ الکبریٰ کی عمر ۴۰/ (چالیس) سال تھی اور اس سے پہلے وہ دو شوہروں کی زوجیت میں رہ چکی تھی، آپؐ نے اپنی عمر کے ۵۰/ (پچاس) سال تک اسی خاتون کے ساتھ زندگی بسر کی، جب تک حضرت خدیجہؓ حیات رہیں آپ نے کوئی دوسرا نکاح نہیں کیا، ایسی عظیم ہستی پر شہوت پرستی کا الزام انصاف کا خون نہیں تو اور کیا ہے؟ (17)

سید سلیمان ندوی اور مسئلہ تعدد ازواج

منہاج نبوت اور تعدد ازواج

عیسائی حضرات ابراہیم علیہ السلام کی عظمت کے قائل ہیں اور ان کو خلیل الرحمٰن تسلیم کرتے ہیں۔ (18)

حضرت یعقوب کو خدا کا اسرائیل اور نہایت برگزیدہ تسلیم کرتے ہیں۔ (19)

حضرت موسیٰ" کی بابت اعتقاد رکھتے ہیں کہ اب تک بنی اسرائیل میں موسیٰ کی مانند کوئی نہیں اٹھا جس سے خدا آمنے سامنے آشنائی کرتا (20)

ہم حضرت داؤد کی بابت بائبل میں یہ فقرہ پڑھا کرتے ہیں : " خدا نے اس سے کہا کہ تو میرا بیٹا ہے میں آج کے دن تیرا باپ ہوا۔ (21)

حضرت سلیمان کی بابت عیسائی مانتے ہیں کہ خدا نے ایسے فرمایا تھا۔میں ایک عاقل اور سمجھدار دل تجھ کو بخشا۔ایسا کہ تیری مانند تجھ سے آگے نہ ہوا اور نہ تیرے بعد تجھ سا برپا ہو گا۔(22)

تسلیم کرتے ہیں کہ خدا نے سلیمان کی بابت یہ بھی کہا تھا۔وہ میرا بیٹا ہو گا میں اس کا باپ ہوں گا۔(23)

حوالجات بالا کے بعد ہم باوثوق اپنی رائے قائم کر سکتے ہیں کہ انبیائے صدر کے افعال منہاج نبوت کے ثابت کرنے میں محکم ترین دلائل اور بہترین نظائر ہیں۔(24)

انبیاء کرام اور ایک سے زائد نکاح

اب انبیاء صدر کے متعلق ملاحظہ ہو سیدنا ابراہیم السلام کی تین بیویاں تھیں

حضرت یعقوب علیہ سلام اسرائیل کی چار بیویاں

حضرت موسیٰ الاسلام کی چار بیویاں

حضرت داؤد کا نام کی نو بیویاں

حضرت سلیمان علیہ السلام نے ایک ہزار عورتیں:اس کی سات سو جورویں بیگمات اور ۳۰۰ حرمیں تھیں۔

ان حوالہ جات سے ظاہر ہے کہ اللہ کے برگزیدہ نبیوں اور رسولوں کے گھروں میں ایک سے زیادہ بیویاں ہوتی تھیں،اور ان کی کثرت زوجات کی بنیاد پر عیسائیوں نے ان انبیاء علیہم السلام کی تقدیس میں کبھی کوئی اعتراض نہیں کیا۔(25)

اب اگر کوئی شخص کہتا ہے کہ ایک سے زیادہ بیویاں کرنا ناپاک رہے تو کیا وہ یہ بھی اقرار کرنے کو آمادہ ہے کہ وہ سب لوگ مقدس ہیں جن کی نبوت پر اسے ایمان ہے۔عبرانیوں کے فقرہ ۴/۱۳ ان نبوت اصداق تھے۔ہم جانتے ہیں اور یقین رکھتے ہیں کوئی بھی ایماندار عیسائی ایسا نہیں پایا جائے گا۔اس لیے ہم ہر ایک عیسائی کے مان ہی سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ جناب ختمیت آب محمد رسول اللہ ﷺ سے علم کی شان مبارک میں بھی گستاخانہ لفظ کہنے سے ان نارک جائے جس طرح وہ حضرت ابراہیم ویعقوب اور موسیٰ اور علیم السلام کے سامنے مہر برلب ہو گیا ہے۔(26)

نبی کریم ﷺ اور کثرت زوجات

نبی ﷺ کی مبارک زندگی پر نظر ڈالو کہ ۶۳ سال میں سے ابتدائی ۲۵ سال حضور سے معانی کے کمال تجرد سے گزرتے ہیں۔جس بزرگ نے ۲۵ سال تک عنفوان شباب اور جوش جوانی کا زمانہ کمال تقویٰ اور نہایت ورع کے ساتھ پورا کیا ہو اور جس کے حسن مردانہ کے کمال نے اعلیٰ سے اعلیٰ خواتین کو اس سے تزویج کا آرزومند کر دیا ہو،پھر بھی ربع صدی تک اس کے تجرد و تفرد پر کوئی شے غالب نہ آئی ہو۔کیا ایسے شخص کی نسبت اعلیٰ رائے قائم نہیں ہوتی؟ جس مقدس ہستی نے ۲۵ سے ۵۰ تک کی عمر کا زمانہ ایک ایسی خاتون کے ساتھ بسر کیا ہو جو عمر میں ان سے ۱۵ سال بڑی اور ان سے پیشتر دو شوہروں کی بیوی رہ کر کئی بچوں کی ماں بن کر معمر ہو چکی ہو اور پھر اس ربع صدی کے زمانہ میں حضور مئے علیم کی دل بستگی و محبت میں ذرا کمی نہ آئی ہو۔بلکہ اس کے مر جانے کے بعد بھی ہمیشہ اس کی یاد کو تازہ

رکھا ہو، کیا ان کی نسبت کوئی شخص یہ کہہ سکتا ہے کہ اس تزویج کی وجہ وہی تھی جو عام طور پر پرستاران حسن کی شادیوں میں پائی جایا کرتی ہے؟ نبی سے کام کی زندگی ۵۵ سے لے کر ۵۹ تک کی درمیانی مدت کا پنجسالہ زمانہ الیا ہے۔ جب ازواج مطہرات سے حجرات آباد ہوئے تھے اس لیے ہر ایک شخص کو غور کرنا چاہیے کہ زندگی مبارک کے ۵۵ سالہ رویہ سے بڑھ کر جو عمل ہوا اس کے خاص خاص اسباب کیا تھے خصوصاً جب نبی ملنے اعلی ایم کی یہ حدیث بھی موجود ہے

مالي في النساء من حاجة . (27)

غور کرنے سے معلوم ہو جائے گا کہ نبی سے کلیم نے جس قدر نکاح کیسے ان کی بنیاد فوائد کثیرہ دین اور مصالح جمیلہ ملک اور مقاصد حسنہ قوم پر قائم تھی اور ان فوائد و مصالح مقاصد کا اس قدیم ترین زمانہ اور عرب جیسے جمود پسند ملک میں حاصل ہونا تزویج کے بغیر ممکن ہی نہ تھا(28)

مثلاً ام حبیبہ کے نکاح پر غور کرو، ان کا باپ ابو سفیان عمائد قریش میں سے تھا اور قوم کا نشان جنگ ام المؤمنین اس کے گھر میں رکھا رہتا تھا۔ جب یہ نشان باہر کھڑا کیا جاتا تو تمام قوم پر آبائی ہدایات اور قومی روایات کے اتباع میں لازم ہو جاتا تھا کہ سب کے سب اس جھنڈے کے نیچے فوراً جمع ہو جائیں۔ احد، اور حمراء الاسد بدر الاخری، احزاب وغیرہ اڑائیں میں ابو سفیان ہی اس نشان کو لیے ہوئے قائد قریش نظر آتا ہے، اس تزویج مبارکہ کے بعد دیکھو کہ وہ کسی جنگ میں مسلمانوں کے خلاف فوج کشی کرتا نظر نہیں آتا۔ بلکہ تھوڑے ہی عرصہ کے بعد خود بھی اسلام کے جھنڈے کے نیچے آکر پناہ لیتا ہے۔ کیا اب کیا کوئی شخص کہہ سکتا ہے کہ یہ نکاح نہایت ضروری نہ تھا؟(29)

نکاح ام المؤمنین جویریہ رضی اللہ عنھا اور امن عامہ

مثلا ام المؤمنین جویریہ رضی اللہ عنھا کے نکاح پر غور کرو، ان کا باپ مشہور رہزن ڈکیتی پیشہ تھا اور مسلمانوں سے خاص دلی عداوت رکھتا تھا۔ بنو مصطلق کا مشہور طاقتور اور جنگ جو قبیلہ جو چند در چند شعوب پر محتوی تھا اس کے اشارہ پر کام کرتا تھا اور یہی وجہ ہے کہ اس تزویج سے پیشتر ہر ایک جنگ میں جو مسلمانوں کے خلاف ہوئی اس قبیلہ کی شرکت ضرور ہی پائی جاتی ہے لیکن اس نکاح کے بعد یہ مخاصمتیں نابود ہو جاتی ہیں، تمام قبیلہ قزاقی چھوڑ کر متمدن زندگی اختیار کر لیتا ہے اور پھر مسلمانوں کے خلاف کسی جنگ میں شامل نہیں ہوتا۔ انصاف سے کہو کہ یہ نکاح کس قدر ضروری تھا؟(30)

ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنھا کے نکاح کے فوائد

علی ہذا ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنھا کے نکاح پر غور کرو۔ ان کی ایک بہن سردار نجد کے گھر میں تھی، اس نکاح نے ملک نجد میں صلح اور اسلام کے پھیلانے میں بہترین نتائج پیدا کیے، حالانکہ قبل ازیں اہل نجد وہ تھے جنھوں نے ستر واعظان دین کو اپنے ملک میں لے جا کر غدر سے قتل کیا تھا۔ اہل نجد ہی وہ تھے جن سے چند بار نقض امن اور فساد انگیزی کے واقعات ظہور میں آچکے تھے۔ ہر ایک شخص کو جو امن عامہ اور اصلاح ملک کے فوائد کا منکر نہیں تسلیم کرنا پڑے گا کہ یہ نکاح کس قدر بابرکت تھا؟(31)

نکاح ام المؤمنین زینب رضی اللہ عنھا اور دینی فوائد

ام المؤمنین زینب بنت جحش رضی اللہ عنھا اور عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنھا اور حفصہ رضی اللہ عنہا کے نکاح خالص اسلامی اغراض اور مصالح پر مبنی تھے۔ بنت بخش کے نکاح نے تبنیت کے بت کو توڑا اور تثلیث کے درخت کو کھوکھلا کر دیا اور یہ اتنی بڑی اصلاح ہے کہ مشرکین واہل کتاب کی درستی اس کے بغیر ممکن ہی نہ تھی۔

ام المؤمنین عائشہ وحفصہ رضی اللہ عنھا کے نکاح اور ترویج دین کے فوائد

حضرت عائشہ وحفصہ رضی اللہ عنھما کے نکاح نے ایقان قرآن وحفاظت کتاب اللہ ونشر احادیث وتعلیم نساء کے بارہ میں فوق العادت کام کیے اور پھر حضرت صدیق وفاروق بھی ان کی خلافتوں کو زیادہ بابرکت اور زیادہ پر منفعت بنانے میں بہت بڑا کام کیا اور یہ ایسے فوائد ہیں جن کے لیے نبی سے کام کی عمدہ تدبیر کو ہاتھ سے نہ جانے دیتے تھے۔ ہم نے جن فوائد کا ذکر کیا ہے، یہ نمونے ہیں، ان اغراض و مقاصد دینیہ کے جو نبی ﷺ ل کو ہر ایک نکاح سے مد نظر ہوتے تھے اور جن کا احصاء کرنا ہمارے لیے ناممکن ہے۔

لیکن جب اس مختصر بحث سے واضح ہو گیا کہ تعداد زوجات سے نبی ﷺ کا مدعائے اعلیٰ انبیائے سابقین کی سنت پر عمل کرنے کے علاوہ اور ضروریات ملکی اور مصالح دینی پر بھی مشتمل تھا، تو ہر ایک شخص کو جو سر میں دماغ اور دماغ میں فہم صحیح کا مادہ رکھتا ہے، اقرار کرنا پڑے گا کہ نبی ﷺ کے لیے ایسا ہی کرنا شایان وضروری تھا اور اگر ایسا نہ کرتے تو بہت سی مصلحتوں سے ملک اور قوم واسلام کو محروم ہونا پڑتا اور ایسا کرنا اس مصلح اعظم کی شان کے منافی تھا جسے اللہ نے رحمۃ اللعالمین بنایا ہے۔(32)

علامہ شبلی نعمانی اور مسئلہ تعدد ازواج

علامہ شبلی ایک نابغہ تھے۔ ان کی شخصیت ہمہ جہت تھی۔ وہ بڑی خوبصورتی اور نزاکت سے اپنے مقصد کو اس طرح پیش کرتے ہیں کہ زبان میں مولویانہ یا واعظانہ انداز پیدا نہیں ہوتا بلکہ ان کا محققانہ انداز برابر باقی رہتا ہے۔ مولانا کے قلم میں ایک توازن ہے۔ وہ اپنوں کے بارے میں لکھ رہے ہوں یا مغربی مستشرقین کے بارے میں، کسی اعتراض کا جواب دے رہے ہوں یا اس پر خود اعتراض کر رہے ہوں، وہ اعتدال کا دامن ہاتھ سے نہیں جانے دیتے۔ ان کے 'مقالات' میں سنجیدگی اور رکھ رکھاؤ برابر نظر آتا ہے اور کہیں جذباتی ہوئے نہیں نظر آتے بلکہ جو کچھ کہتے بڑے اعتماد، وثوق اور تحقیق کے ساتھ ہی کہتے ہیں۔

مقالات کی پہلی جلد 'مذہبی معاملات' پر مشتمل ہے۔ ان مقالات میں کچھ تو ایسے ہیں جن میں یورپ کے مستشرقین کے اعتراضات کا جواب دیا گیا ہے اور کچھ ایسے مقالات بھی ہیں جن میں اپنوں کی بعض غلط فہمیوں کے ازالہ کی کوشش کی گئی ہے۔ 'علوم القرآن' کے عنوان سے ایک مقالہ علامہ مرحوم نے بڑی تحقیق سے تحریر کیا۔ اس کو پڑھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ اسلاف کتنی عرق ریزی سے کام کرتے تھے کہ قرآن کریم کی ایک ایک باریکی اور نقطہ پر صفحات لکھ ڈالے تھے اور اس کے اعجاز پر بڑی بڑی ضخیم کتابیں ملتی ہیں۔

جاحظؒ نے تیسری صدی ہجری میں اس موضوع پر قلم اُٹھایا۔ بعد ازاں محمد بن فرید واسطی، عبد القاہر جرجانی، خطابی، ابن سراقہ اور قاضی ابو بکر باقلانیؒ وغیرہ نے بسیط اور مفصل کتابیں لکھی ہیں۔ ان بزرگوں کے کارنامے کو بھی اس طرف توجہ دلاتے ہیں۔

’تعدد ازدواج‘ پر ہمیشہ بحث ہوتی چلی آئی ہے۔ بہت سے اہل ہوس تو قرآن کریم کی آیت کے ایک حصہ کو اپنے لئے کافی سمجھ کر ہمیشہ دوسرے حصہ کو چھوڑ دیتے ہیں اور یوں عدل سے دور رہتے ہیں۔ علامہؒ نے اس مسئلے پر بڑے احتیاط سے قلم اُٹھایا ہے اور قرآن کے صحیح مفہوم کو سمجھانے کی کوشش کی ہے اور عدل پر بار بار زور دیا ہے۔

چنانچہ علامہ نے اس سلسلے میں خلیفہ منصور کی مثال پیش کی ہے کہ جب خلیفہ کا ارادہ دوسری شادی کرنے کا ہوا تو اس کی بیوی اس پر معترض ہوئی۔ چنانچہ خلیفہ وقت نے اس معاملے میں امام ابو حنیفہؒ سے استفسار کیا کہ مسلمانوں کے لئے کتنی بیویاں جائز ہیں۔ امام صاحب نے فرمایا، چار۔ خلیفہ نے اپنی بیوی کی طرف دیکھا اور کہا کہ امام صاحب کی رائے سن لی۔

حضرت امام ابو حنیفہؒ نے فوراً فرمایا، لیکن خلیفہ منصور کے لئے ایک سے زیادہ شادی جائز نہیں۔ خلیفہ نے معلوم کیا کہ کیوں؟ امام صاحب نے فرمایا ’تم نے جس انداز سے اپنی بیوی کی طرف دیکھا اور جس طرح گفتگو کی اس سے میں قیاس کرتا ہوں کہ تم اُس کے ساتھ عدل نہیں کرتے۔ اس لئے میں حکم دیتا ہوں کہ تم اسی ایک بیوی پر قناعت کرو۔‘ اس مثال کو علامہ اس لئے پیش کرتے ہیں کہ ایک عام انسان تو کیا اگر خلیفہ وقت بھی اس شرط کو پورا نہیں کرتا جسے قرآن کریم نے ضروری قرار دیا ہے تو پھر اس کے لئے حد سے تجاوز کرنا جائز نہیں۔(34)

عورتوں کے لئے پردہ کا موضوع ایسا ہے جس پر پہلے بھی اعتراضات کئے جاتے تھے۔ اور آج کل بھی اس پر تنقیص کی جاتی ہے۔ جدید تعلیم یافتہ طبقہ بھی وہی باتیں کہنے لگا ہے جو کچھ اہل یورپ کی طرف سے سامنے آتی تھیں۔ 1899ء میں رسالہ ’نائن ٹیتھ سنچری‘ میں سید امیر علی کا ایک مضمون شائع ہوا۔

اس میں انہوں نے دعویٰ کیا کہ مسلمان عورتوں میں مروج پردہ کا خلفاء کے زمانے میں کہیں نام ونشان نہ تھا بلکہ اس کے برعکس اعلیٰ طبقے کی عورتیں بلا برقع کے مردوں کے سامنے آتی تھیں۔ اس کا رواج ساتویں صدی ہجری سے ہوا ہے جب خلافت اسلامی کمزور ہو گئی تھی اور تاتاریوں نے اسلامی حکومت کو درہم برہم کر ایا تھا۔ علامہ شبلیؒ نے اس مضمون کا نوٹس لیا اور ’پردہ اور اسلام‘ کے عنوان سے اس کے رد میں ایک مضمون لکھا۔ اس مضمون کا آغاز وہ یوں کرتے ہیں(35)

یورپ کی عامیانہ تقلید نے ملک میں جو نئے مباحث پیدا کر دیے ہیں ان میں ایک مسئلہ یہ بھی ہے۔ اگر اس مسئلہ پر صرف عقلی پہلو سے بحث کی جاتی تو ہم کو دخل در معقولات کی کوئی صورت نہ تھی لیکن ساتھ ہی یہ دعویٰ کیا جاتا ہے خود مذہب اسلام میں پردہ کا حکم نہیں اور اس سے بڑھ کر یہ کہ قرون اولیٰ میں پردہ کا رواج بھی نہ تھا۔

آگے مولانا نے مفصل بحث کرتے ہوئے ثابت کیا ہے کہ عرب میں اسلام سے پہلے بھی پردہ کا رواج تھا۔ اسلام نے اس میں بعض اصلاحات کیں۔ قرآن وحدیث میں اس کے احکام دیے گئے اور مسلمانوں نے ان کے مطابق عمل کیا۔ اس لئے یہ کہنا صحیح نہیں کہ یہ بعد کے دور کی ایجاد ہے۔(36)

خلاصہ بحث

اس ساری بحث میں بنیادی نکات جن کے متعلق ہر مسلمان کو جان لینا چاہیے، وہ درج ذیل ہیں استشراق کا مفہوم صرف مشرقی علوم و معارف کا مطالعہ نہیں ہے بلکہ اس کے پس پست مسلمانوں کے ساتھ چودہ سو سال کی دشمنی کی تاریخ ہے جسے یہود و نصاریٰ ہرگز نہیں بھولے ہیں۔ اس تحریک کی بنیاد میں یہی مقاصد کارفرما ہیں۔

مستشرقین کا بنیادی مقصد اسلامی علوم میں تحقیق نہیں ہے بلکہ اس سے اصل مقصود دین کے بنیادی ماخذ نبی کریم ﷺ کی ذات کو معاذاللہ دھندلانا، ان کی نبوت کو مشکوک کرنا، صحابہ کرام کی توہین، قرآن مجید کو انسانی کاوشوں کا شاہکار ثابت کرنا، اسلام کے چہرے کو داغ دار کرنا اور اسلامی احکام و معارف پر شکوک و شبہات کی دھند ڈالنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں مسلمانوں کو واضح طور پر ہدایت دے دی ہے کہ یہود و نصاریٰ ہرگز تمہارے دوست نہیں ہوسکتے۔

اسی طرح سورہ بقرہ ۲:۱۲۰ میں فرمایا کہ تم سے ہرگز خوش نہیں ہوں گے یہود و نصاریٰ یہاں تک کہ آپ ان کے دین کی پیروی نہ کرنے لگیں۔ اسی طرح سورہ آل عمران میں فرمایا کہ اے ایمان والو! غیروں کو اپنا رازدار نہ بناؤ، وہ تمھیں خرابی پہنچانے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھیں گے۔ وہ تو وہ چیز پسند کرتے ہیں جو تمھیں ضرر دے۔ پھر سورہ ممتحنہ میں مسلمانوں پر زیادتی کرنے والوں کے بارے میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمھیں ان لوگوں کو دوست بنانے سے روکتا ہے جنھوں نے تم سے دین کے معاملے میں جنگ کی اور تمھیں تمھارے گھروں سے نکالا یا تمہارے نکالنے میں مدد دی۔ اور جو انھیں دوست بناتے ہیں تو وہی اپنے اوپر ظلم کرتے ہیں۔

اوپر کی تفصیلات سے یہ بالکل واضح ہوچکا ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے جتنے نکاح کیے، ان کے پیچھے انسانی، دینی، تعلیمی، عمومی اور خصوصی مصلحتیں تھیں اور یہ متعدد نکاح ان ازواج کے لیے اور پوری امت کے لیے خیر کثیر اور نفع عظیم کا باعث بنے اور تھوڑی بہت سمجھ بوجھ رکھنے والا شخص بھی سمجھ سکتا ہے کہ ان نکاحوں کا محرک محض خواہش نفس کی تکمیل یا شہوت پرستی ہرگز نہیں تھا۔ اس کے علاوہ درج ذیل حقائق سے بھی اس تاثر کی پوری طرح نفی ہوجاتی ہے۔

أ- رسول اکرم ﷺ عین عنفوان شباب پچیس سال کی عمر میں اپنا پہلا نکاح حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے کرتے ہیں جن کے اس سے قبل دو نکاح ہوچکے ہیں اور عمر بھی چالیس سال تک پہنچ چکی ہے اور پچیس سال تک وہی آپ کی اکلوتی بیوی ہوتی ہیں اور آپ اپنی عمر کے پچاس سال تک کوئی دوسرا نکاح نہیں کرتے، یہاں تک کہ حضرت خدیجہؓ کی وفات کا غم آپ کو جھیلنا پڑتا ہے۔

ب-رسول اکرم ﷺ... کی زوجیت میں جتنی خواتین آئی ہیں، ایک حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سوا تمام کی تمام شادی شدہ تھیں، کوئی کنواری نہیں تھیں، بعض کی ایک بار اور بعض کی دوبار شادی ہو چکی تھی، سابق شوہر کی وفات یا اس سے طلاق کے بعد رسول اکرم ﷺ... کی زوجیت میں آئیں۔

ج-اکثر بیویوں سے رسول اکرم ﷺ کا نکاح اس وقت ہوا ہے جب آپ کی عمر مبارک پچاس سال سے بھی زیادہ تھی۔

حواشی و حوالہ جات

1۔سورۃ النساء3

2۔ استشراق اور مستشرقین ص،42

3۔ استشراق اور مستشرقین ص،۴۳

(Muhammad,P:167)-4

5۔ استشراقی فریب، ص ۲۱۴ / بحوالہ پیغمبر امن، ص ۱۱۲

6۔ استشراق اور مستشرقین ص،45

7۔الاحزاب56

8۔رحمۃ اللعالمین ج2ص103

9۔ ابن سید الناس، عیون الاثر، ج:۲، ص:۳۳۷، بیروت

10۔الاحزاب50

11۔الاحزاب29

12۔(صحیح بخاری:۴۴۱۲)

13۔ ازواج مطہرات اور مستشرقین، از ظفر علی قریشی، مترجم آسی ضیائی، ص50(مترجم)

14۔ ازواج مطہرات اور مستشرقین، از ظفر علی قریشی، مترجم آسی ضیائی، ص50(مترجم)

15۔یونس68

16۔ مسند فردوس دیلمی بحوالہ سید سلیمان ندوی: سیرت عائشہ، ص:۱۶۵

17۔سیرۃ النبی شبلی نعمانی ج3ص143

18۔ (یعقوب ملین کا خط مشمول انجیل ۲ء۲۳۔

19۔(التوار یخ ۱۰/ ۲۲ خروج باب ۴ فقرہ ۱۱)

20۔۔(استثناء ۳۴ء۱۰)

21۔(زبور ۷/ ۲)

22۔(سلاطین ۳ء۱۳)

23۔(سلاطین ۳ء۱۳)

24۔(رحمۃ اللعالمین ج2ص100)

25۔(داؤد نے ان کو ایک قصور میں یہ سزادی کہ ان کے پاس نہ گیا وہ مرتے دم تک قید میں رہیں اور رنڈاپے میں دن کاٹے ۲۰ سموئیل ۲۰/۳۰)

26۔(رحمۃ اللعالمین ج2ص101)

27۔ دارمی بروایت سہیل بن سعد1335)

28۔۔(رحمۃ اللعالمین ج 2ص101) (نپولین بوناپارٹ کی دوسری شادی پر غور کرو جو خاص پوپ کی موجودگی میں کی گئی اور جسے سارے یورپ نے تسلیم کیاان میں صرف عذر تھا کہ بہتاہونے کے سال ہاتی رہے۔حالانکہ یہ ضرورت ان مصالح کے مقابلہ میں جو انبیائے خدا کی تزویج میں ہوتے ہیں کوئی بھی درجہ نہیں رکھتی۔)

29۔(رحمۃ اللعالمین ج2ص102)

30۔(رحمۃ اللعالمین ج2ص103)

31۔(رحمۃ اللعالمین ج2 ص103)

32۔(رحمۃ اللعالمین ج2ص105)

33۔مقالات شبلی ص45

34۔مقالات شبلی ص46

35سیرۃ النبی ﷺ از شبلی 3،ص145

36۔ استشراقی فریب،ص ۲۱۴،بحوالہ پیغمبر امن،ص ۱۱۲